شعور نبوت ورسالت کے فروغ میں شیخ محمد عبدالحکیم شرف قادری کا کردار

ڈاکٹر غلام احمد ☆

ڈاکٹر ناہید کوثر ☆☆

Abstract:

Shiekh Muhammad Abdul Hakeem Sharaf Qadri is a great Muslim scholar of Pakistan. He authored many significant books in Arabic, Persian and Urdu. He also translated Arabic books into Urdu. His work provides guidance to Muslims in every sphere of life. The title of my article is "Shiekh Muhammad Abdul Hakeem Sharaf Qadri as Seerat Writer". Seerah Rasool(ﷺ) is the key to success for every muslims and Shaikh Abdul Hakeem has played a very vibrant and intellechually insignificant role in spreading the understanding of the Prophet Muhammad(ﷺ).

Key Words: Scholar, Pakistan, Arabic, Persian, Urdu.

اللہ تعالی نے ہمیں ایمان کی نعمت اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے بخشی، آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ ذکر فرمایا[1] نیز آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا[2] یہی نہیں بلکہ آپ کی محبت بھری اطاعت کرنے والے اہل ایمان کو اپنی بارگاہ میں محبوبیت کی بشارت عطا فرمائی[3] انسان کا ایمان فقط توحید

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، قصور

کے اقرار سے مکمل نہیں ہوتا بلکہ کائنات سے کفر اور شرک کی ظلمتوں کا خاتمہ کرنے اور توحید کا نور بکھیرنے والے معلم کائنات کی نبوت ورسالت کا دل وجان سے اقرار اور شعورِ نبوت ورسالت ہی توحید کی حقیقی اور مکمل شناخت عطا کرتا ہے، ویسے تو یہ شعور ہر سچے مومن کو کسی نہ کسی حد حاصل ہوتا ہے مگر جس خوش نصیب کی عمر کا بڑا حصہ قال اللہ تعالی اور قال الرسول ﷺ میں گزرا ہو اُس کے دل ودماغ میں جس قدر شعورِ نبوت ورسالت جلوہ گر ہوگا ہر کوئی آگہی کے اُس درجے تک نہیں پہنچ سکتا، ایسے حضرات نبوت ورسالت کے شعور وادراک میں مزید آگے بڑھتے رہتے ہیں، بلکہ ایمان والوں کے ایمان کو مزید تقویت پہنچانے کے لئے شعور وادراک کی یہ خیرات دیگر لوگوں میں بھی فراخ دلی سے بانٹتے ہیں، پیش نظر تحقیقی مقالے میں اس امر کا جائزہ لیا جائے گا کہ درس وتدریس سے وابستہ رہنے والے، معتدل سوچ اور تحقیقی ذہن کے مالک عصر حاضر کے ایک عالم شیخ الحدیث مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دامن میں کس قدر شعورِ نبوت ورسالت سمیٹا؟ نیز شعور کی یہ دولت لوگوں میں کس قدر بانٹی؟

ہادی عالم ﷺ کا اس دنیا میں مبعوث ہونا اس کائناتِ آب وگل میں بسنے والی مخلوق اور بالخصوص حضرت انسان کو عظمتوں اور رفعتوں کی تطہیر کر کے انسانیت کو اوج ثریا تک پہنچانا تھا، اس مقصد کی تکمیل تعلیم کتاب وسنت سے وابستہ تھی جس کی ترجمانی خود کتاب لاریب یوں کرتی ہے:

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ۔ (۴)

تاکہ آپ ﷺ لوگوں کو کتاب وحکمت تعلیم دیں اور ان کو پاک کریں۔

رسولِ کریم ﷺ کی ظاہری حیات کے بعد صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبوی فیضان کو امت تک پہنچایا، ان کے بعد تابعین، تبع تابعین اور اولیائے صالحین: حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت معروف کرخی، حضرت جنید بغدادی، شیخ عبد القادر جیلانی، حضور داتا گنج بخش ہجویری، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت خواجہ محمد عظیم رحمہم اللہ تعالی نے امت کو روحانی طریقے سے رسول کریم ﷺ کے دامن سے وابستہ کیا، انہی اولیاء اللہ میں ایک ہستی صوفی عالم، شیخ محمد عبد الحکیم شرف قادری کی ہے۔ آپ نے عمر بھر حدیث نبوی اور سیرت طیبہ کا نور عام کیا، درس وتدریس اور تعلیم وتعلّم نیز معرفت الٰہی سے ہزاروں قلوب واذہان کو منور کیا، آپ نے دینی علوم میں قرآنیات وفقہ اسلامی اور سیرت طیبہ پر لکھنے کی سعادت حاصل کی، اس آرٹیکل میں آپ کی تصنیف: ''مقالات سیرت طیبہ'' اور آپ کی دیگر تحریروں میں سیرت نگاری کے پہلو کو بطور خاص ذکر کیا جائے گا۔ آپ کی تحریروں میں سیرت نگاری

کے عنصر پر بات کرنے سے پہلے ذیل میں آپ کے مختصر حالات رقم کئے جاتے ہیں:

نام وجائے پیدائش:

شیخ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کے والدین بچپن میں ہی سایہ پدری سے محروم ہو گئے تھے اور ان دونوں کی کفالت کی ذمہ داری ایک خدا ترس اور نیک خاتون ماں جی ''جنت بی بی'' نے اٹھائی اور نبھائی جو کہ ایک متقی وزاہدہ خاتون تھیں۔ اُنہوں نے دونوں یتیم بچوں کی پرورش کے ساتھ بڑی اعلیٰ تربیت کی، جوان ہونے پر دونوں کی شادی کر دی، یہی وجہ تھی کہ شیخ کے والدین اللہ تعالی کے فضل وکرم سے متقی اور پرہیز گار اور تھے۔ (۵)

ماں جی ''جنت بی بی'' رحمۃ اللہ علیہا نے آپ کا نام عبدالحکیم رکھا۔ آپ کی ولادت ۱۳، اگست ۱۹۴۴ء یعنی ۲۳ شعبان ۱۳۶۳ھ کو بھارتی صوبہ پنجاب کے ضلع ہوشیار پور کے مضافاتی گاؤں مرزا پور میں ہوئی۔ (۶)

تعلیم وتربیت:

آپ کے والدِ گرامی مولانا اللہ دتا رحمۃ اللہ علیہ ایک نیک سیرت اور پرہیز گار انسان تھے، علمائے کرام اور اولیاء اللہ سے محبت کرنے والے تھے، قیام پاکستان کے وقت شیخ کے والدین ہجرت کر کے لاہور شہر میں قیام پذیر ہوئے۔ (۷) شیخ کے والدین ذکر واذکار میں مشغول رہتے اور گھر کا ماحول اللہ کے ذکر سے معطر رہتا۔ جیسا کہ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازھری لکھتے ہیں:

> **''کانت أمه آية في الصبر، و الرضى، و الحياء، و تقوىٰ الله عز و جل، و كانت تتمسك بالصبر و تبتعد عن الجزع و الفزع كل الابتعاد حتى في أصعب الأحوال، و كانت ملتزمة بالصلوات الخمس بالاضافة الى شغفها البالغ بالقرآن الكريم، فكانت تجتهد في تلاوة القرآن في شهر نزوله حتى انها كانت تتلو بحب شديد حوالي عشرين مرة۔''(۸)**
>
> ''شیخ کی والدہ صبر ورضا، حیاء اور تقوی میں اپنی مثال آپ تھیں، مشکل ترین حالات میں اللہ عزوجل سے ڈرنے والی تھیں۔ وہ صبر کا دامن تھامنے والی، ہر قسم کے جزع وفزع سے دور رہنے والی اور نماز پنجگانہ کی پابند تھیں۔ اس کے علاوہ انہیں قرآن مجید سے بڑا گہرا شغف تھا۔ خاص طور پر رمضان مبارک میں کثرت سے تلاوت کیا کرتیں اور تقریبا بیس مرتبہ قرآن

کریم ختم کرتیں۔''

یہ گھر کا وہ پاکیزہ اور شاندار ماحول تھا جس میں شیخ نے تربیت پائی اور ایام طفولیت سے ہی ذکر الٰہی آپ کے گوش وقلب میں جاگزیں ہو گیا۔ آپ نے اپنی والدہ محترمہ سے قرآن مجید پڑھا اور ساتھ ہی ابتدائی تعلیم کے لیے گورنمنٹ ایم سی ہائی سکول میں ۱۹۵۱ء کو داخلہ لیا۔ تقریباً چار سال یعنی ۱۹۵۵ء تک اسی اسکول میں پڑھتے رہے، دریں اثناء دینی تعلیم کی لگن غالب آئی اور آپ نے اس خواہش اور تمنا کی تکمیل کے لیے فیصل آباد (لائلپور) کا ارادہ کیا اور جامعہ رضویہ میں داخلہ لیا اور دو سال تک ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۷ء قیام پذیر رہے۔ اور ابتدائی علوم مختلف اساتذہ سے پڑھتے رہے، اس کے بعد لاہور کا رخ کیا اور ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۱ء تک جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ سے متوسط کتابوں سے مستفید ہوئے۔ لیکن علم کا شوق اس قدر تھا کہ جب آپ کو بندیال کے بارے پتہ چلا کہ وہاں نابغۂ روزگار ہستی شیخ عطاء محمد بندیالوی تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں تو آپ نے ان کے پاس جانے کا فیصلہ کیا، علم کی کٹھن راہوں کی پرواہ کئے بغیر جامعہ مظہریہ امدادیہ، بندیال شریف پہنچے اور پھر استاذ الاساتذہ کی نگرانی میں اپنے تعلیمی سفر کی تکمیل کی۔ (۹)

اساتذۂ کرام:

شیخ نے اپنے زمانے کے اکابر علماء کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور اپنی علمی پیاس بجھائی۔ آپ نے محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد، علامہ غلام رسول رضوی، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، علامہ عطاء محمد بندیالوی، علامہ محمد اشرف سیالوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے استفادہ کیا، پھر آپ مسندِ تدریس پر جلوگر ہوئے اور ایک زمانے کو فیضیاب کیا، شیخ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی شخصیت کے اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے مفتی منیب الرحمن فرماتے ہیں:

> ''انہوں نے اپنے عہد کے ممتاز اساتذہ سے اکتسابِ علم وفیض کیا، پھر زندگی کا تقریباً سارا حصہ تدریس، تحقیق اور تصنیف میں گزار دیا، وہ اپنے ایام علالت سے پہلے طویل عرصہ تک اہل سنت وجماعت کی عظیم درسگاہ ''جامعہ نظامیہ رضویہ'' میں استاذِ حدیث رہے، اُن کے تلامذہ تقریباً دنیا کے اکثر ملکوں میں سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں اور دین حنیف کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔''(۱۰)

عرب شیوخ سے اکتسابِ فیض:

حضرتِ شیخ نے باقاعدطور پر حدیث شریف پاکستان میں پڑھی مگر آپ نے کثیر عرب شیوخ سے سندِ

حدیث حاصل کی، اُن شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔اُن میں سے محدث حرمین شریفین، علامہ سید محمد علوی المالکی اور الشیخ المعمر فضل الرحمن مدنی، مفتی اعظم مصر ڈاکٹر علی جمعہ، رئیس جامعہ ازہر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم، شیخ محمد ہاشم السیوطی الحنفی، علامہ احمد بن سردار الحلبی الشافعی، سیّد یوسف ہاشم الرفاعی کے نام نمایاں ہیں۔(۱۱)

درس وتدریس:

شیخ نے درسیات کی تکمیل کے ساتھ ہی ان علوم کو آگے منتقل کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا اور تدریس کا آغاز جامعہ نعیمیہ جیسی عظیم درسگاہ سے ۱۹۶۵ء میں کیا۔ کچھ عرصہ بعد ہری پور ہزارہ میں تدریس کے فرائض سر انجام دیئے۔ اس کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تشریف لائے اور ستمبر ۲۰۰۲ء تک اس سے منسلک رہے۔ آپ کی علالت شدت اختیار کرگئی، اس لئے استعفی دے دیا تاہم انفرادی طور پر آخری سانس تک یہ سلسلۂ تعلیم وتعلّم منقطع نہ ہوا۔(۱۲)

تلامذہ:

شیخ نے اپنی ساری زندگی دینِ متین کیلئے وقف کر رکھی تھی، بکثرت تشنگانِ علم ومعرفت آپ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کے تلامذہ آج بھی عالمِ اسلام میں دین مصطفوی کی تبلیغ کے لیے مصروفِ عمل ہیں، اُن میں سے کچھ کے اسمائے گرامی یہ ہیں: علامہ محمد صدیق ہزاروی، علامہ حافظ عبدالستار سعیدی، علامہ پیر سائیں سردار احمد عالم، علامہ غلام نصیر الدین چشتی ، ڈاکٹر محمد مبارز ملک، ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ،ڈاکٹر فضل حنان سعیدی، ڈاکٹر اشفاق جلالی وغیرھم، راقم السطور (ڈاکٹر غلام احمد) بھی آپ کے خوشہ چینوں میں سے ایک ہے۔

راہِ سلوک:

دینی تعلیم وتربیت کے ساتھ معرفت الٰہی کے لیے روحانی تعلیم وتربیت کا حصول سلف صالحین وبزرگانِ دین کا طریق رہا ہے جس پر چل کر ہی اہل علم کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ اس تناظر میں راہِ سلوک کے لیے شیخ نے جس ہستی کا انتخاب کیا وہ خانوادۂ اہل بیت اطہار کا نیّرِ تاباں، سید السادات حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تھی۔ شیخ نے مارچ ۱۹۷۵ء، ۱۳۹۵ھ کو قبلہ ابوالبرکات کی خدمت میں حاضر ہوکر دست بستہ عرض کی کہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جس پر حضرت سیّد ابوالبرکات نے شیخ کی طلب وذوق کو آزمانے کیلئے بعد میں آنے کو فرمایا، لیکن یہ لذتِ آشنائی بھی عجیب

چیز ہوتی ہے، شیخ نے عرض کیا: ''میرے آقا جب کوئی کافر آپ کے پاس قبول اسلام کے لیے حاضر ہوتو کیا آپ یہی فرمائیں گے کہ بعد میں آنا؟ سیّد صاحب نے فرمایا: ''کیا مطلب؟'' تو شیخ نے بڑے ادب واحترام کے ساتھ عرض کی: ''جناب میں آپ کے دست مبارک پر توبہ کرکے مرید ہونا چاہتا ہوں۔'' تو حضرت سیّد صاحب نے کمال شفقت کرتے ہوئے فرمایا: ''ہاتھ بڑھاؤ۔'' پھر شریعت وطریقت کے اس شہباز کو سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت کرلیا۔ (۱۳)

علمی ودینی آثار:

اہل علم اور صوفیہ کے ساتھ نسبت رکھنے والوں نے ہمیشہ اس دنیا میں علمی اور دینی ورثہ چھوڑا، اُن کی زندگیوں پر علمی و دینی خدمات کا پہلو ہمیشہ غالب رہا، چاہے وہ تصنیف و تالیف کا مرحلہ ہو یا تلامذۂ دین مصطفوی ﷺ کا حلقہ ہو، دنیا کے فانی ہونے پر ان کو یقینِ کامل رہا، ہمارے شیخ نے بھی تدریس کے ساتھ تصانیف پر گراں قدر کام کیا۔ کئی کتابیں لکھیں، کئی کتابوں پر حواشی لکھے۔ شیخ کو عربی واُردو کے ساتھ فارسی زبان وادب پر بھی مکمل عبور تھا، آپ نے عربی اور فارسی سے اُردو میں تراجم بھی کیے، عربی سے اردو تراجم میں قرآن مجید فرقان حمید کا ترجمہ کا ترجمہ سرفہرست ہے، آپ کی تصنیفات میں سے چند کتب کے نام یہ ہیں:

(۱) انوار الفرقان فی ترجمۃ معانی القرآن (۲) من عقائد اھل السنۃ (۳) مقالات سیرت طیبہ (۴) مقالات شرف قادری (۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی عربی تصنیف: **تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ و التصوف** (۷) شیخ محمد بن سلیمان جزولی کی تصنیف: دلائل الخیرات، علامہ مہدی فاسی کی کتاب: مطالع المسر ات شرح دلائل الخیرات (۷) امام بوصیری کے قصیدہ بردہ اور (۸) کثیر نبوی دعاؤں پر مشتمل ملاعلی قاری کی تصنیف: الحزب الاعظم کا اردو ترجمہ کیا۔ شیخ کی کثیر کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے قارئین کا تعلق بھی رسول کریم ﷺ کی ذات اور سیرت طیبہ سے بہت مظبوطی کے ساتھ جوڑنا چاہتے تھے۔

دارآخرت کی طرف رحلت:

شیخ محمد عبدالحکیم شرف قادری جو پیکرِ اخلاص ومحبت تھے اپنی زندگی کی آخری سانسوں تک اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز رہے۔ عجز وانکسار آپ کے نمایاں پہلو تھے۔ یکم ستمبر ۲۰۰۷ء بمطابق ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ کو ۶۳ سال کی عمر میں اس دارفانی سے اپنے ربّ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ (۱۴)

شیخ شرف قادری بحیثیت سیرت نگار:

جیسا کہ اکابرین امت محمدیہ میں سے علمائے کرام اورصوفیائے عظام نے رسول کریم ﷺ کی

سیرت طیبہ پر کام کرنے کی سعادت حاصل کی اسی طرح شیخ شرف قادری بھی اس سعادت سے سرفراز ہوئے اور مقالاتِ سیرتِ طیبہ کے نام سے کتاب لکھی جو کہ دوسو ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے، اس کتاب کے کل پانچ مقالات ہیں جو آپ کی سوچ اور فکر کی روشنی میں فکری اصلاحات پر مشتمل ہیں۔ شیخ شرف قادری علمی دیانت و صداقت کے اس قدر پابند ہیں کہ آپ نے ہر بات کی با حوالہ وضاحت کی ہے۔ تحقیق وتدقین کی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے شیخ نے اس بات کی مکمل کوشش کی ہے کہ پڑھنے والے کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو، اسے شعورِ نبوت ورسالت حاصل ہو اور کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے، جیسا کہ کتاب کے مقدمہ ہی میں آپ لکھتے ہیں:

> ''یہ متفرق مقالات کا مجموعہ ہے، باقاعدہ سیرت مبارکہ کی کتاب نہیں ہے، اس لیے قاری کی تشنگی دور کرنے کے لیے جناب صاحبزادہ سیّد رضی شیرازی، علی پوری (مریدکے) کا ایک مقالہ ابتداء میں ان کے شکریہ کیساتھ شامل کیا جارہا ہے۔''(۱۵)

شیخ شرف قادری کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ علمی دیانت وصداقت کو کتنی اہمیت دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مقالات کے آغاز میں جناب صاحبزادہ سیّد رضی شیرازی، علی پوری کا ایک مقالہ دیا ہے جس میں انتہائی مختصر انداز میں رسول کریم ﷺ کی حیات پاک کا احاطہ کیا گیا ہے، حضرت شیخ نے اگرچہ مقالہ نگار کا نام کتاب کے اندر تحریر کیا ہیمگر انہوں نے مقالہ نگار کا نام نہایت اہتمام سے شکریہ کے ساتھ مقدمہ میں بھی ذکر فرمایا۔ مذکورہ بالا کتاب اگرچہ سیرت طیبہ کی مکمل کتاب نہیں مگر سیرت طیبہ کے حوالے سے بعض علمی اور فکری مقالات پر مشتمل ایک اہم دستاویز ہے۔

پہلا مقالہ: ''**النعمة الكبرىٰ على العالَم بمَولد سيد وُلد آدم**'' کے صحیح نسخے کا اردو ترجمہ:

سب سے پہلے شیخ نے علامہ ابن حجر مکی کے رسالہ ''**النعمة الكبرىٰ على العالَم بمَولد سيد وُلد آدم**'' کے اصلی نسخہ کا بامحاورہ ترجمہ کیا ہے جسے کہ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی کی تصنیف ''جواہر البحار'' کی تیسری جلد سے اخذ کیا ہے، اس نسخہ میں سیرت طیبہ کے ایک باب کے حوالہ سے رسول کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کی طرف منسوب بعض موضوع روایات موجود نہیں ہیں، شیخ نے اس رسالہ کا ترجمہ کرتے ہوئے بڑے پر لطف اور پر کیف اسلوب کو اپنایا ہے۔

دوسرا مقالہ اور بعض غیر مستند روایات کا محاکمہ:

شیخ شرف قادری نے اس مقالے میں رسول کریم ﷺ کے میلاد شریف کے حوالے سے علامہ ابن

حجر مکی رحمہ اللہ تعالی کی طرف منسوب ترکی سے چھپنے والے رسالہ ''**النعمۃُ الکُبری علی العالم فی مولد سیّد و لد آدم**'' میں درج کی جانے والی بعض غیر مستند اور جعلی روایات کا علمی و تحقیقی محاکمہ کیا، اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا گیا تھا، شیخ نے سیرت طیبہ کے حوالہ سے رسول کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کی طرف منسوب بعض موضوع اقوال اور روایات کا غیر مستند ہونا ثابت کیا ہے اور حقائق کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے۔ آپ ناصحانہ انداز میں لکھتے ہیں:

> ''ضرورت ہے کہ محافل میلاد میں حضور سیّد عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کی ساتھ ساتھ آپ کی سیرت طیبہ اور آپ کی تعلیمات بھی بیان کی جائیں اور میلاد شریف کی روایات مستند اور معتبر کتابوں سے لی جائیں، مثلا مواہب لدنیہ، سیرت طیبہ، خصائص کبری، زرقانی علی المواہب، مدارج النبوۃ اور جواہر البحار وغیرہ۔ اور اگر صحاح ستہ اور حدیث کی دیگر معروف کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ان سے خاصا مواد جمع کیا جاسکتا ہے۔''(۱۶)

دوسری طرف شیخ نے عربی سے ترجمہ شدہ رسالہ کے حوالہ سے کچھ سوالات اُٹھائے اور لکھا:

> ''سوال یہ ہے کہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر بزرگان دین کے یہ ارشادات امام احمد رضا بریلوی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، ملا علی قاری، علامہ سیوطی، اور دیگر علماء کرام کی نگاہوں سے کیوں پوشیدہ رہے جبکہ ان حضرات کی وسعت علمی کے اپنے اور بیگانے سب ہی معترف ہیں۔''(۱۷)

تیسرا مقالہ اور رسول کریم کی زندگی میں خشیت الٰہیہ کی طرف توجہ:

سیرت طیبہ کے مطالعہ سے جہاں بندۂ مومن کو زندگی کے جمیع مسائل کا حل ملتا ہے وہیں اس کے اندر خشیتِ الٰہی بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس اہم امر کی طرف توجہ مبذول کروانے کے لئے شیخ نے مقررین اور نعت خوان حضرات کی رہنمائی کے لئے ایک مقالہ ''رحمت عالم ﷺ اور خشیت الٰہی ﷺ'' کے عنوان سے رقم کیا، آپ لکھتے ہیں:

> ''نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا یہ پہلو بھی خاص توجہ کا طالب ہے کہ آپ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم کو کسی لمحہ غافل نہ رہنے دیتے۔ سیرت وحدیث کی کتابوں کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرام کیسی بھی گفتگو میں مصروف ہوتے۔ آپ انہیں کمالِ لطافت سے یادالٰہی کی طرف متوجہ فرما دیتے نیز آپ کی گفتگو اس قدر مؤثر بلیغ ہوتی کہ صحابہ کرام کے دل دہل جاتے۔ آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور

وہ دنیا و مافیہا کو بھول کر اللہ تعالیٰ اور آخرت کی یاد میں محو ہو جاتے۔''(۱۸)

حضرتِ شیخ نے سیرت طیبہ کی روشنی میں فکر آخرت کے حوالے سے درج ذیل متفق علیہ حدیث نقل کی:

فو اللہ انی لا علمھم باللہ و اشدھم لہ خشیۃ۔(۱۹)

بخدا میں ان سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف اور خشیت رکھتا ہوں۔

یہ سیرت طیبہ کا فیض ہی تھا کہ رؤسائے عرب اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوئے اور اُن کے حال و حلیہ میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا۔ رسول کریم ﷺ نے صحابہء کرام کے دل و دماغ میں فکر آخرت کو اس طرح نقش فرمایا کہ وہ ہمہ وقت خود احتسابی کیا کرتے تھے، جیسے کہ شیخ لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام پر آپ کے کلمات طیبات کا اتنا گہرا اثر ہوتا ہے کہ وہ دین اور اہل دنیا سے بقدر ضرورت تعلق رکھتے ہوئے بھی خائف ہیں کہ کہیں یہ تعلق نفاق ہی میں نہ شمار ہو جائے۔ ان پر رب کریم کی صفاتِ جلال کی اس قدر ہیبت طاری ہو جاتی ہے کہ وہ صرف فرائض و واجبات کی ادائیگی کو ناکافی تصور کرتے ہوئے یہ چاہتے ہیں کہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں مصروف و محو ہو جائیں اور دنیا کے تمام دھندوں اور لذاتِ نفسانیہ کو یکسر ترک کر دیں۔''(۲۰)

چوتھا مقالہ اور سیرت طیبہ کے ایک اہم عنصر ''اخلاق'' کی طرف توجہ:

جب انسان سیرت نبوی ﷺ میں غور و غوص کرے تو نبوی زندگی کے نت نئے پہلو سامنے آتے ہیں۔ اُن میں سے ایک پہلو ''اخلاق حسنہ'' کا بھی ہے جو اس قدر وسعت رکھتے ہیں کہ تمام اچھے اخلاق رسول کریم ﷺ کی ذات اور سیرت طیبہ میں مجتمع نظر آتے ہیں، کیونکہ انسان کے اخلاقی اقدار و معیار میں کہیں کمی و کمزوری رونما ہو گی تو اس کے برے اثرات اس کے رویہ اور معاملاتِ زندگی میں نمایاں ہوں گے۔ غالباً شیخ شرف قادری نے نوجوانوں نسل کو نبوی اخلاق سے دور دیکھا نیز نوجوانوں کو مغربی اخلاق کا دلدادہ پایا تو آپ نے رسول کریم ﷺ کے اخلاقِ حسنہ پر ایک پر مغز مقالہ تحریر کیا، سورۂ قلم کی چوتھی آیت کے تحت امام رازی اور علامہ اسماعیل حقی کی عبارت کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے لکھا:

''اے حبیب تمہیں اخلاقِ جمیلہ پر تسلط حاصل ہے اور تمہیں اخلاقِ حسنہ کی طرف وہ نسبت ہے جو آقا کی غلام کی طرف اور بادشاہ کی رعایا کی طرف ہوتی ہے۔۔۔ تمام انبیاء کرام علیھم السلام کے اخلاق و شمائل اپنے تمام تر کمال کے ساتھ جس ہستی میں مجتمع ہیں وہ ہمارے اور

تمام مخلوق کے آقا و مولا ﷺ ہیں۔''(۲۱)

یہی وہ اوصافِ حمیدہ تھے کہ جو اصحابِ رسول ﷺ میں منتقل ہوئے اور ایک ایسی اخلاقی اجتماعیت پیدا ہوئی کہ تمام مسلمان ایک مضبوط عمارت کی حیثیت اختیار کرتے ہوئے اقوامِ عالم میں منفرد مثال بن گئے۔

پانچواں مقالہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے والے مختلف ''وفود'' کا تذکرہ:

رسول کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کے پہلوؤں میں سے ایک آپ کی بارگاہ میں مختلف وفود کی حاضری ہے۔ سیرت طیبہ کے اس پہلو کو شیخ شرف قادری نے موضوعِ سخن بنایا اور سولہ وفود کو سیرت ابن ہشام سے نقل کیا، مزید کتبِ سیرت سے چھپن وفود کا ترجمہ کیا اس طرح ان کی تعداد ۷۲ ہو جاتی ہے۔ آپ نے یہ مقالہ مشہور ادبی مجلہ ''نقوش'' کے مدیر اعلیٰ محمد طفیل صاحب کی فرمائش پر نقوش کے ''سیرت نمبر'' کے لئے لکھا تھا۔ شیخ شرف قادریؒ کے قلم میں سوزِ عشق کی جھلک نظر آتی ہے۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

> ''حضور ﷺ کے اخلاق و الطاف نے دلوں کی دنیا فتح کی، غیروں کو اپنا بنایا اور اپنوں کی محبت و عقیدت کو معراجِ کمال تک پہنچایا۔ جنگِ احد میں بنو دینار کی ایک خاتون کا شوہر، باپ اور بھائی شہید ہو گئے، صحابہ کرام نے جب انہیں بتایا تو انہوں نے پوچھا: حضور ﷺ کا کیا حال ہے؟ صحابہ نے فرمایا: خیریت سے ہیں اس خاتون نے کہا: مجھے حضور کی زیارت کرواؤ، زیارت کے بعد اس نے کہا:
>
> ''کُلُّ مصیبۃٍ بعدَک جللٌ۔''
>
> آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت چھوٹی ہے۔
>
> مولائے کریم ہمیں بھی ایسی محبت اور اخلاق عظیمہ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(۲۲)

شیخ شرف قادری نے بڑے گداز کے ساتھ سیرت کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا اور بتایا کہ امت کے مسائل اور زوال کا سبب محض حضور ﷺ کی سیرت سے دوری ہے، آپ محمد فرید وجدی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''مسلمانوں نے ہر میدان میں حیرت انگیز ترقی کی اور ان کی قدم ہمیشہ آگے ہی بڑھتے رہے، تا آنکہ آپ کی تعلیمات سے چشم پوشی برتی جانے لگی اور اس کے ساتھ ہی اس قوم کا زوال شروع ہو گیا۔''(۲۳)

شیخ شرف قادری نے ''مقالات سیرت طیبہ'' کے علاوہ ''مقالات شرف قادری'' میں بھی سیرت طیبہ کے حوالے سے تین مضامین شائع کئے ہیں، جبکہ ''معجزۂ اسراء و معراج'' کے عنوان سے ملک شام کے عظیم محقق

و عالم ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی کے ایک عربی آرٹیکل کا اردو ترجمہ بھی شامل کیا ہے، آپ کے اِن مقالات کے عنوان یہ ہیں:

۱۔ سیرت طیبہ اور خدمت خلق۔

۲۔ نبی اکرم کی دعوت کا اسلوب۔

۳۔ جماعتی نظم اور آداب گفتگو۔۔۔سیرت مبارکہ کی روشنی میں۔

اس کے علاوہ شیخ شرف قادری کے قلم سے مختلف کتب پر لکھی گئی تقاریظ کے تناظر میں سیرت طیبہ کے حوالے سے آپ کی روشن فکر اور سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا ادراک ہوتا ہے، پیش نظر آرٹیکل میں آپ کی تحریر کردہ تقریظات سے بھی کچھ اقتباسات لئے گئے ہیں، آپ کے اندازِ بیاں اور اسلوبِ نگارش سے شعورِ نبوت و رسالت کے انمول موتی قارئین کے لئے بڑے روح پرور اور باعث تسکینِ قلب و نظر ہیں۔

دیگر تحریروں میں مباحث سیرت:

یوں محسوس ہوتا ہے کہ شیخ شرف قادری کے دل میں محبت رسول ﷺ کا چراغ روشن تھا اور وہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سیرت طیبہ سے وابستہ تھے، اُنہیں خود بھی نبوت و رسالت کے حوالے سے آگہی حاصل تھی اور وہ لوگوں میں بھی شعور کی یہ دولت تقسیم کیا کرتے تھے۔ شیخ شرف قادری نے ''مقالات سیرت طیبہ'' کے علاوہ ''مقالات شرف قادری'' کے علاوہ مختلف کتب پر تقریظات لکھتے ہوئے بھی سیرت طیبہ کے مختلف زاویوں کو موضوع سخن بنایا، ان تقریظات سے چند منتخب اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں، ان سب امور کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر شیخ شرف قادری زبان و بیان پر قدرت، رسوخ فی العلم اور سیرت طیبہ جیسے موضوع کے گہرے ادراک اور فن سیرت نگاری کی نزاکت سے باخبر ہونے کے باعث سیرت طیبہ پر باقاعدہ طور سے کچھ لکھتے تو یقینا کتب سیرت میں ایک حسین اضافہ ہوتا، نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اُن کی سوچ اور فکر کا محور تھی۔

سیرت طیبہ ﷺ کی آفاقیت:

اللہ تعالی نے رسول کریم ﷺ کو جملہ کمالات نبوت و رسالت کا جامع بنا کر بھیجا، یہاں تک کہ غیر مسلموں نے بھی آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا، شیخ شرف قادری نے سیرت طیبہ کی آفاقیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''محبوب خدا، سید ہر دوسرا، شفیع المذنبین، انیس الغریبین ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ مبارکہ، رشد وہدایت کا وہ روشن مینار ہے، جو زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اوصافِ کاملہ کا جامع بنا کر بھیجا اور صحابۂ کرام نے پورے اہتمام سے حیاتِ اقدس کے ایک ایک پہلو کو محفوظ کیا پھر ہر زمانہ میں اہل محبت نے اپنی اپنی معلومات کے مطابق کائنات کی سب سے اعلیٰ وافضل ہستی ﷺ کی ایمان افروز حیات اور سیرت بیان کرنے کی سعادت حاصل کی، اس وقت دنیا کی کون سی زبان ہوگی جس میں حیاتِ قدسیہ کے بارے میں معلومات دستیاب نہ ہوں، مسلمانوں نے عقیدت ومحبت کے حسین گلدستے پیش کیے، غیر مسلموں نے کہیں خراجِ عقیدت پیش کیا اور کہیں خبثِ باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے نکتہ چینی کی، علماء اسلام جزاہم اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے ایک ایک اعتراض کا معقول اور مدلل جواب دیا اور کوئی پہلو تشنہ نہیں رہنے دیا۔''(۲۴)

شیخ شرف قادری نے مذکورہ بالا مفہوم کو ایک اور جگہ یوں بیان فرمایا:

''قرآن کریم کے بعد سیرت طیبہ وہ بحر ذخار ہے جس کے بارے میں بڑے سے بڑا غواص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میں نے اس کا احاطہ کرلیا ہے اور اس کی آخری حد تک پہنچ گیا ہوں۔ اس موضوع پر لکھنا پڑھنا خوش بختی کی معراج اور اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم، شفیعِ معظم ﷺ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔''(۲۵)

سیرت طیبہ کے ساتھ شیخ شرف قادری کی وابستگی کس قدر والہانہ تھی؟ اس کا اندازہ اُن کے درج ذیل کلمات سے لگایا جاسکتا ہے:

''کائنات کے محسن اعظم ﷺ کی سیرت طیبہ ایسی رشک فردوس اور غیرت جنت ہے جس میں کبھی نہ مرجھانے والے، ان گنت رنگا رنگ پھول ہیں، کوئی بھی عالم وفاضل ان سدا بہار پھولوں کو مکمل طور پر اپنے دامن میں سمیٹ نہیں سکتا۔''(۲۶)

شیخ شرف قادری کی تحریوں سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اُنہیں نبی کریم ﷺ کی ذات اور آپ کی سیرت طیبہ کے ساتھ جو وابستگی حاصل تھی وہ محبتِ رسول ﷺ اور اتباع کی یہی کیفیت امت کے تمام افراد کی ارواح اور قلوب میں دیکھنے کے متمنی تھے۔ وہ یہی سوز وگداز لئے عمر بھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے چراغ روشن کرتے ہوئے امت کو اتباع رسول ﷺ کی طرف زندہ رہے اور یہی تڑپ لئے اپنے ربّ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

نبوت مصطفی ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور آپ کی اتباع:

اللہ تعالی نے عالم ارواح میں انبیائے کرام علیہم السلام کی ارواح سے اپنے حبیب ﷺ کی اتباع کا عہد لیکر آپ کی عظمت کو اجاگر فرمایا، اس تناظر میں اہل ایمان کے لئے رسول کریم ﷺ کی تعظیم اور اطاعت کس قدر لازم ہوجاتی ہے؟ اس حوالے سے شیخ شرف قادری لکھتے ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ عزت وتکریم اپنے حبیب کریم سیدالانبیاء والمرسلین ﷺ کو عطا فرمائی۔ عالم ارواح میں تمام ارواح سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا اور تمام انبیاء سے وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس رسولِ عظیم تمہاری کتابوں کی تصدیق کرتے ہوئے تشریف لائیں تو تم ان پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا۔ اور اس پر مجھ سے عہد کیا، تمام انبیاء کرام نے عرض کیا: ہاں ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا: تم ایک دوسرے پر گواہ ہوجاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں (بالفرض) اگر کوئی اس سے پھرا تو وہ فاسقوں سے ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ کسی بھی نبی کی حیاتِ ظاہری دنیاوی میں تشریف لاتے تو اس نبی پر لازم ہوتا کہ آپ پر ایمان لائیں۔ جب انبیاء کرام کے لیے یہ حکم ہے تو کوئی امتی خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی اس حکم سے کس طرح مستثنیٰ رہ سکتا ہے۔ انبیاء کرام تو معصوم ہیں۔ ان سے یہ متصور نہیں کہ حکم خداوندی کی خلاف ورزی کریں۔ دراصل انبیاء کرام کے واسطہ سے تمام امم کو یہ حکم سنایا گیا ہے کہ جو شخص میرے حبیب مکرم ﷺ کی تشریف آوری کے باوجود ایمان نہیں لائے گا وہ فاسق اور کافر ہوگا۔ ایسے لوگوں کے لیے کسی قدر شدید حکم ہے:
>
> فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ (۲۷)
>
> جب وہ جانے پہنچانے تشریف لائے تو (اہل کتاب نے) ان کا انکار کیا پس کافروں پر لعنت ہو۔

پہلے انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لاتے رہے۔ ان کا دائرہ تبلیغ کسی قوم یا کسی خطے اور ایک زمانے تک محدود ہوتا۔ لیکن نبی اکرم ﷺ تشریف لائے۔ تو آپ ﷺ کی دعوت وتبلیغ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے ہے۔ کسی قوم یا خطے اور زمانے کی تخصیص نہیں ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ (۲۸)

ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو تمام مخلوق بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب جانا

جائے۔ آپ ﷺ کے ہر فیصلے پر سر تسلیم خم کر دیا جائے۔ آپ کو بارگاہِ خداوندی میں سب مخلوق سے زیادہ معزز اور مکرم مانا جائے۔ آپ ﷺ کو نبی الانبیاء ختم المرسلین اور شفیع محشر مانا جائے۔ جب کسی شخص کی دلی کیفیت یہ ہوگی تو وہ تمام عقائد اور اقوال وافعال میں آپ کی پیروی کرے گا اور دنیا و آخرت کی سرخروئی حاصل کرے گا۔''(۲۹)

رسول کریم ﷺ کی محبت:

نبی کریم ﷺ سے محبت ایمان کا تقاضا ہے، جسے یہ اعلیٰ وارفع محبت نصیب ہوجاتی ہے وہ عقلِ عیار کے جھانسے میں آکر ایمان جیسی نعمت پر کسی چیز کو ترجیح دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا، محبت رسول ﷺ سے سرشار مسلمان اطاعت اور تعظیم کے راستے پر چلتے ہیں، اس حوالے سے شیخ شرف قادری فرماتے ہیں:

''محبت ایک عالمگیر جذبہ ہے، اس کے وجود سے بڑے سے بڑا دہریہ بھی انکار نہیں کرسکتا، یہ جذبۂ لطیف جن لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے وہ اپنے محبوب کے عیوب و نقائص پر نظر نہیں رکھتے، اس میں پایا جانے والا عیب انہیں دکھائی ہی نہیں دیتا، پھر اگر وہ محبوب ایسا ہو جس پر انسان ایمان لا چکا ہو، جسے خالق کائنات جل شانہٗ نے ہر عیب اور نقص سے منزہ پیدا کیا ہو اس میں کسی عیب کے دیکھنے یا تلاش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

نبی اکرم سرور دو عالم ﷺ کے ایک محب صادق، علامہ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دَعْ مَاادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِم وَاحْکُمْ بِمَاشِئْتَ مَدْحًافِیْهِ وَاحْتَکِمِ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللهِ لَیْسَ لَه حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

عیسائیوں نے اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو بات کہی (کہ وہ خدا ہیں، یا خدا کے بیٹے ہیں) اسے چھوڑ کر نبی اکرم ﷺ کی تعریف میں جو چاہو کہو اور مان لو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے فضل وکمال کی کوئی ایسی حد نہیں ہے جسے انسانی زبان بیان کرسکے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے سب سے عظیم شاہکار، حبیب کردگار ﷺ کے فضائل وکمالات اور آپ کے حیران کن امتیازی اوصاف بیان کئے جائیں تو اہل محبت سن کر سبحان اللہ! ماشاءاللہ! کا ورد کرنے لگتے ہیں، لیکن عقل محض بری حیلہ جو ہے، تسلیم وقبول کے راستے پر چلنے کی بجائے دلیل مانگتی ہے، دلیل پیش کی جائے تو بحث مباحثہ بلکہ کٹ حجتی پر اُتر آتی ہے۔''(۳۰)

قرآن کریم کی تلاوت یا احادیث کا مطالعہ کیا جائے رسول کریم ﷺ سے محبت اور آپ کی تعظیم اور اتباع کا جذبہ بیدار ہوتا ہے، ہمیں رسول کریم ﷺ سے محبت اور آپ کی تعظیم بھی کرنی چاہیے اور محبت رسول ﷺ کی حلاوت میں اضافہ کرنے والی احادیث کا مطالعہ بھی کرتے رہنا چاہئے اس سے ایمان کو مزید حلاوت نصیب ہوتی ہے، شیخ شرف قادری فرماتے ہیں:

''بخاری شریف اور حدیث کی دوسری مستند کتابیں پڑھتے ہوئے کئی دفعہ یہ خیال دامن گیر ہوا کہ کاش کوئی صاحب علم ان میں سے وہ احادیث منتخب کر کے یکجا کر دیتا جن سے سرکار دوعالم ﷺ کی عظمت شان کا پتا چلتا، مسلک اہل سنت وجماعت کی تائید ہوتی اور پڑھنے والے کے قلب ونظر کو نورانیت میسر ہوتی، کتب احادیث میں ایسی احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے، جب کہ ہمارے عام واعظ اور مبلغ حضرات ایسی روایات بھی بیان کر جاتے ہیں جو مستند کتب حدیث وتفسیر وسیرت میں نہیں ملتیں اور اگر سامعین میں سے کوئی شخص سوال کر بیٹھے تو جواب میں نزھۃ المجالس، حیاۃ الحیوان یا معارج النبوۃ ایسی کتابوں کا حوالہ دیا جاتا ہے، جس سے سائل کی تشفی نہیں ہوتی، کیا ہی اچھا ہو اگر اس بات کا التزام کر لیا جائے کہ مستند اور مسلّم مآخذ کے حوالے سے ہی گفتگو کی جائے، اور کوئی پوچھے تو اسے حوالہ بتا دیا جائے۔''(۳۱)

محبت ایک انسانی جذبہ ہے اور انسان کئی چیزوں سے محبت کرتا ہے، مگر بندۂ مومن کا دل اللہ تعالی اور اس کے حبیب سے بڑھ کر کسی شیء سے محبت نہیں کرتا، یہ محبت کمال ایمان کی علامت ہے، ایسا خوش نصیب شخص صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور امہات المؤمنین کی عقیدت سے خالی اور محروم نہیں رہتا، شیخ شرف قادری فرماتے ہیں:

''ایک مومن کے نزدیک اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے بعد سب سے محترم اور محبوب ہستی نبی الانبیاء حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے، اس لیے اہل ایمان کے نزدیک ہر وہ شخص محترم ومکرم ہے جو صاحب ایمان ہو اور سرکار دوعالم ﷺ کے دامن کرم سے وابستہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان ومحبت صحابہ کرام اور اہل بیت عظام سے دلی عقیدت رکھتے ہیں۔ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے رشتۂ ازدواج سے منسلک ہونے کی بنا پر مومنوں کی مائیں قرار دیا اور دوسری عورتوں میں انہیں بے مثل قرار دیا۔''(۳۲)

جب کسی کو اللہ تعالی اور اس کے حبیب ﷺ سے محبت ہو جاتی ہے تو اسے اللہ کے سب پیاروں سے محبت ہو جاتی ہے، شیخ شرف قادری فرماتے ہیں:

''یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ محبوب کے پیارے بھی محبوب ہوتے ہیں اور یہ حقیقت بھی شک وشبہہ سے بالا ہے کہ مرکز محبت اللہ تعالی کی ذات کریم ہے: وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ۔ الآیۃ(۳۳) ایمان والے اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں، اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ سے محبت نہ کرے، یا نبی اکرم ﷺ سے محبت کرے اور آپ کے پیارے صحابۂ کرام اور اہل بیت سے محبت نہ کرے۔''(۳۴)

درود وسلام رسول کریم ﷺ سے نسبت مستحکم کرنے کا ذریعہ:

اللہ کی وسیع کائنات میں بکھری میں اُس کی وحدانیت کی لاتعداد نشانیوں کے باوجود ھادی ورہنما کی ضرورت کے پیش نظر اللہ تعالی نے ہر دور میں انبیا اور رسول بھیجے، انبیاء کے دامن سے وابستگی کے بغیر اللہ کی توحید واضح نہیں ہوتی، نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تعلق اور نسبت کو مزید مستحکم کرنے کا ایک اہم ذریعہ درود وسلام ہے، اس حوالے سے شیخ شرف قادری فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ جل شانہٗ العظیم وحدہٗ لاشریک ہے، وہ یکتا ہے کوئی شے اس کی مثل نہیں ہے، وہی معبود ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے، بندۂ مومن سب سے زیادہ اسی سے محبت کرتا ہے: والّذین آمنوا اشدُّ حُبًّا للہ۔(۳۵) اللہ کریم ورحیم کی محبت اور معرفت کا ہمارے لیے واحد ذریعہ حضور سید الانبیاء سرورِ ہر دوسرا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، آپ ہی کے ذریعے ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکام ملے اور آپ ہی کے نقش قدم پر چل کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔۔۔ نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کی ذات اقدس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے زیادہ محبت وعقیدت رکھی جائے، اور لازمی بات ہے کہ انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے، جیسے کہ حدیث شریف میں ہے: مَنۡ اَحَبَّ شَیۡئًا اَکۡثَرَ ذِکۡرَہٗ (الحدیث) یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان ومحبت اپنے اپنے دور میں سرکار دوعالم ﷺ کے فضائل وکمالات، معجزات اور خصوصیات بیان کرتے رہے ہیں۔ محبوب کریم ﷺ سے محبت وعقیدت کے اظہار کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ آپ کی بارگاہ ناز میں بکثرت درود وسلام

کا ہدیہ پیش کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کے طفیل اُمت مسلمہ کو یہ اعزاز عطا فرمایا:

هُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُم وَ مَلٰٓئِکَتُهٗ لِیُخۡرِجَکُمۡ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ وَ کَانَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا۔ (۳۶)

وہی ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے تا کہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالے اور وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔

اللہ اور اس کے فرشتے مومنوں پر درود بھیجتے ہیں تا کہ انہیں اندھیروں سے اُجالوں کی طرف نکالا جائے، تو اس ذات اقدس ﷺ کے اُجالوں، رشد و ہدایت اور معرفت خداوندی کے انوار و برکات کا کیا عالم ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ صلوٰۃ بھیجتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نوری فرشتے درود بھیجتے ہیں اور **یَاۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا۔** (۳۷) کے حکم کے مطابق ہر زمانے کے ایمان و محبت والے درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے رہے ہیں اور آیندہ بھی پیش کرتے رہیں گے۔ (۳۸)

رسول کریم ﷺ کی بارگاہ کے ساتھ نسبت کی مزید پختگی کے لئے درود و سلام ایک اہم ذریعہ ہے، نیز علمائے امت نے درود و سلام کے فضائل اور اس کے جو مختلف صیغے لکھے ہیں ان کے حوالے سے شیخ شرف لکھتے ہیں:

''صلوٰۃ وسلام قدسیوں کا وِرد، سید عالم ﷺ کے شیدائیوں کا محبوب وظیفہ، عارفوں کا حرزِ جان، رب کائنات جلّ شانہٗ کے مقدس محبوب ﷺ کی زیارت کا عظیم وسیلہ، مشکلات کے حل اور مرادوں کے حصول کا اہم ترین نسخہ، خوش بختی اور ارجمندی کا خزانہ ہے، صلوٰۃ وسلام کے فضائل اور اس کے مختلف طریقوں اور صیغوں کے بیان کے لیے امت مسلمہ کے جلیل القدر علماء اور صالحین نے مختلف کتابیں لکھنے کی سعادت حاصل کی، محدثین اور مفسرین نے درود و سلام کے فضائل اور فوائد بیان کئے، صاحب قاموس علامہ مجد الدین فیروز آبادی نے ''اَلصِّلاۃُ و البِشَرُ فی الصلاۃ علی خیر البَشَر'' حضرت علامہ سلیمان جزولی نے دلائل الخیرات، علامہ سخاوی نے القول البدیع، ابن قیم جوزیۃ نے جلاء الافہام، علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی نے سعادۃ الدارین اور افضلُ الصَّلَاتِ علَی سَیِّدِ السَّادَاتِ، حضرت خواجہ عبدالرحمن قادری چھوہروی نے تیس پاروں میں مجموعۂ صلوات الرسول حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین نقشبندی (فیصل آباد) نے آبِ کوثر لکھی، حضرت علامہ پیر عبدالغفار

شاہ (تکیہ سادھواں لاہور) نے تمام زندگی درود پاک سے متعلق کتب کی اشاعت میں گزار دی، حال ہی میں (۳۹) راقم کے فاضل دوست مولانا علامہ حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی مجددی مدظلہٗ نے بڑے سائز کے پونے چھ سو صفحات پر مشتمل کتاب ''تحفۃ الصلوٰۃ الی النبی المختار'' میں صلوٰۃ وسلام کے فضائل اور فوائد بڑے والہانہ انداز میں بیان کئے ہیں، کتاب کا ایک ایک صفحہ اور ایک ایک سطر حضرت محسن کائنات ﷺ کی محبت والفت جاں افروز خوشبو سے معطر ہے، حضرت علامہ کی زندگی کا مشن ہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم ﷺ کی پیروی، قرآن پاک کی تلاوت اور دلائل الخیرات کے ورد کا سبق دیتے رہیں۔'' (۴۰)

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی میں جمال وجلال کا حسین امتزاج:

رسول رحمت ﷺ مکی عہد میں اپنی ذات اور صحابہ پر کفار کا ظلم برداشت فرمایا مگر مدنی دور میں جب کبھی کفار نے توحید کا پرچم سرنگوں کرنا چاہا رسول کریم ﷺ کی ذات میں جلال کا پہلو ظاہر ہو گیا، مگر غزوات میں مسلمانوں کی طرف سے عدم توازن کا مظاہرہ نہیں ہوا رسول کریم ﷺ کے غلاموں نے ہمیشہ اُن آدابِ جہاد کا خیال رکھا جو کتب حدیث اور کتب سیرت میں مذکور ہیں، رسول کریم ﷺ کے غزوات پر عہد نبوی ﷺ کے کفار اور مشرکین کو کبھی یہ اعتراض کرنے کی جرات نہیں ہوئی کہ ان کے ساتھ شدت پسندی کا رویہ برتا گیا ہے، مگر اِس کے باوجود عصر حاضر میں بعض مستشرقین غزوات پر اعتراضات کرتے ہیں لہٰذا سیرت نگاری کی سعادت پانے والے حضرات کی ذمہ داری ہے کہ وہ مستشرقین کے اعتراضات کے دوٹوک جواب دیں تاکہ نوجوان نسل شکوک وشبہات سے محفوظ رہے، اس حوالے سے شیخ شرف قادری نہایت دلسوزی کے ساتھ لکھتے ہیں:

> ''نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی جلال و جمالِ الٰہی کا حسین امتزاج ہے، لیکن جمال کا پہلو اس قدر غالب اور نمایاں ہے کہ ظہور جلال کے وقت جلوۂ جمال آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی صورت وسیرت اذکر جمیل ہو تو ذوقِ لطیف ایک روحانی کیف و سرور سے سرشار ہو جاتا ہے۔۔۔ سیرت طیبہ کے موضوع پر دُنیا کی مختلف زبانوں میں اتنا کچھ لکھا گیا ہے کہ کسی اور شخصیت کے بارے میں نہیں لکھا گیا۔ الحمد للہ کہ اردو زبان بھی اس معاملے میں تہی دامن نہیں ہے۔ تصانیف اور تراجم کے انبار لگ چکے ہیں، تاہم اس موضوع پر ابھی نہ ختم ہونے والی تشنگی پائی جاتی ہے۔۔۔ سیرت نگاروں کی ایک ذمہ داری ہے کہ مستشرقین

کے اُٹھائے ہوئے اعتراضات کا جواب دیں، لیکن بہت سے قلم کار مرعوبیت کا شکار ہو جاتے ہیں اور بجائے جواب دینے کے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کر لیتے ہیں۔''(۴۱)

شیخ شرف قادری نے اسلامی جہاد اور اس کا نصب العین'' کے عنوان سے اپنے ایک مقالے میں اسلامی جہاد اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالی ہے جو کہ ایک اہم علمی دستاویز ہے، اسی طرح مجلس فکر و نظر، لاہور کے سیکرٹری ڈاکٹر احمد امین صاحب نے جہاد کے حوالے سے تینتیس سوالات پر مشتمل پر فارمہ علماء کو بھیجا، شیخ شرف قادری کے پاس بھی یہ پر فارمہ آیا تو آپ نے تمام سوالات کے جوابات لکھ کر انہیں بھجوائے، ان جوابات سے جہاد کے حوالے سے شیخ شرف قادری کی معتدل فکر اور جہاد کا صحیح تصور اجاگر ہوتا ہے۔(۴۲)

سیرت طیبہ اور اتحادِ امت:

سیرت طیبہ کے حوالے سے شیخ شرف قادری ایک اہم بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر امت مسلمہ اللہ تعالی اور اُس کے رسول ﷺ اپنا تعلق مضبوط کے کر لے تو اور دیگر بہت سی نعمتوں کے ساتھ امت کو ملی وحدت کی دولت بھی میسر آ سکتی ہے، آپ لکھتے ہیں:

''آج افراد امت کے اتفاق کی ضرورت ہے، کوئی ذی ہوش انکار نہیں کر سکتا اور اتفاق کی صرف اور صرف یہی صورت ہے کہ ہم اپنا تعلق دربارِ الٰہی اور دامنِ مصطفیٰ ﷺ سے درست اور محکم کر لیں، پورے اخلاص اور دیانت داری سے اس راستے پر چل کر تمام اختلافات ختم کئے جا سکتے ہیں۔''(۴۳)

رسولِ کریم ﷺ کے معجزات میں معراج ایک نمایاں ترین معجزہ ہے جو آپ کی عظمت اور شان کی رفعت پر دلالت کرتا ہے، آپ کے ہمہ جہت کمالات کو کما حقہ کوئی نہ پہچان سکا، مگر اللہ تعالی اپنے حبیب ﷺ کی عظمت کو معجزۂ معراج کے ذریعے ساری دنیا کے لئے اجاگر فرما دیا، شیخ شرف قادری لکھتے ہیں:

''نبی اکرم سرور دو عالم ﷺ، حسن و جمال، فضل و کمال، جاہ و جلال اور جود و نوال میں تمام ممکنات سے بلند و بالا ہیں، تاریخ عالم میں نہ تو آپ کی نظیر اور مثال پہلے ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ حقیقتِ مصطفیٰ ﷺ تک کسی دوسرے کی رسائی کیا ہوگی؟ یارِ غار رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے ابو بکر! ہمیں حقیقۃً ہمارے ربّ کے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔ سرکار دو عالم ﷺ کے علمی، عملی اور روحانی کمالات کا کما حقہٗ ادراک بڑے بڑے علماء اور عرفاء نہ کر سکے، انہوں نے واضح طور پر اپنے عجز کا اعتراف کیا۔ واقعۂ معراج و اسراء نبی اکرم، شہر یارِ ارم، شہسوار لامکاں ﷺ کی عظمت و جلالت کے مظاہر کا مجموعہ ہے، صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی طور پر آپ کی ان رفعتوں کا اظہار کیا گیا کہ فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل امین

علیہ السلام بھی دیکھتے رہ گئے اور آپ کی پرواز کا ساتھ نہ دے سکے۔غرض یہ کہ معراج شریف کے عنوان پر مفسرین، محدثین اور علماء سیرت نے عقیدت ومحبت کے گوناگوں پھول بکھیرے ہیں اور رہتی دنیا تک اہل علم و دانش اور اصحاب معرفت اس موضوع پر گل فشانی کرتے رہیں گے اور نئے نئے نکات پیش کرتے رہیں گے۔''(۴۴)

رسول کریم ﷺ اور ختم نبوت:

رسول کریم ﷺ کے حوالے سے خاتم النبیین ہونے کا عقیدہ عصر حاضر کی ایک انتہائی اہم ضرورت ہے، عقیدۂ ختم نبوت کی پختگی میں رسول کریم ﷺ کی عظمت اور رفعت شان کا اظہار بھی ہے اور ایمان کی سلامتی بھی ہے۔شیخ شرف قادری لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت کو جو عظمت و رفعت عطا کی ہے وہ ہم جیسے انسانوں کے ادراک وفہم سے ماوراء ہے، نبی اکرم پر ایمان لا کر ہی ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لا سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت وقرب تک پہنچنے کا ایک ہی راستہ ہے جو سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ سے ہی ملتا ہے، آپ کی دل وجان سے تعظیم اور محبت ہر مسلمان پر لازم اور فرض ہے، آپ کے احکام کا بجالانا ہی وجہ سعادت و کامیابی ہے، آپ کی بارگاہ میں جان ومال، عزت وآبرو اور خواہشات کی قربانی پیش کرنا ہی بندہ ء مومن کا وطیرہ ہے۔صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی ذات اقدس سے متعلق تمام اہلِ ایمان ومحبت چاہے وہ اہلِ بیت کرام ہوں یا صحابہء کرام لائق تعظیم وتکریم ہیں۔اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کا اجماعی اور قطعی عقیدہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ پر سلسلۂ نبوت ختم ہو چکا ہے، آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا، بلکہ کسی نئے نبی کی آمد کو جائز قرار دینے والا نہ صرف یہ کہ جھوٹا ہے، بلکہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''(۴۵)

یوں محسوس ہوتا ہے کہ شیخ شرف قادری کے دل میں محبت رسول ﷺ کا چراغ روشن تھا اور وہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سیرت طیبہ سے وابستہ تھے، اُنہیں خود بھی نبوت ورسالت کے حوالے سے آگہی حاصل تھی اور وہ لوگوں میں بھی شعور کی یہ دولت تقسیم کیا کرتے تھے۔

شیخ شرف قادری کتاب سنت کا گہرا علم رکھنے والے عصر حاضر کے ایک جید عالم تھے، آپ ایک طویل عرصہ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے، آپ نے مختلف دینی موضوعات پر کثیر کتب لکھیں، قلم وقرطاس سے تعلق، تحقیق کا ادراک، رسوخ فی العلم اور سیرت طیبہ جیسے موضوع کی نزاکت سے باخبر ہونے کے باعث اگروہ

سیرت طیبہ پر با قاعدہ طور سے کچھ لکھتے تو یقیناً اردو کتب سیرت میں ایک حسین علمی و تحقیقی اضافہ ہوتا، آپ کی تصنیف ''مقالاتِ سیرت طیبہ'' شعور نبوت و رسالت کو اجاگر کرنے والے پانچ مقالات پر مشتمل ہے جو چار اصلاحی اور سیرت طیبہ کے حوالے سے ایک تاریخی مقالے پر مشتمل ہے، اسی طرح آپ نے اپنی تصنیف: ''مقالات شرف قادری'' میں سیرت طیبہ پر تین اہم مقالات طبع کئے ہیں، سیرت طیبہ کے حوالے سے مختلف کتب پر تقریظات لکھتے ہوئے آپ نے سیرت طیبہ کے اہم زاویوں کو اجاگر کیا ہے، آپ کے بارے میں راقم السطور کے مقالے سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

۱۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، تعظیم وتوقیر اور اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر لازم ہے۔

۲۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا طہارت ہیں، اللہ تعالی نے آپ کے بچپن، جوانی بلکہ تمام عمر کو ہر طرح کی آلائشوں سے پاک رکھا۔

۳۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں جمال وجلال کا حسین امتزاج تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کے لئے رحمت کے پیکر تھے مگر جب بھی کفار نے (مدنی دور میں) اہل ایمان پر لشکر کشی کر کے اللہ تعالی کے دین کو مٹانا چاہا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلال کے پیکر بن گئے، مگر اس جلال میں بھی ایک توازن تھا۔

۴۔ آج اگر مطالعہ سیرت کو فروغ دیا جائے تو تقسیم در تقسیم کے عمل سے دوچار امت مسلمہ وحدت سے آشنا ہو سکتی ہے۔

۵۔ درود وسلام کی کثرت کے ذریعے بارگاہِ رسالت سے تعلق کو مضبوط تر کیا جا سکتا ہے۔

۶۔ معجزۂ معراج رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وجلالت کے مظاہر کا مجموعہ ہے۔

۷۔ اللہ تعالی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ایمان کی علامت ہے اور جسے یہ محبت نصیب ہو جاتی ہے اُسے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی عقیدت بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

۸۔ بندۂ مومن کو عقیدۂ ختم نبوت کا شعور وادراک حاصل ہو جائے تو اس کے ایمان کو پختگی ملتی ہے، نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور رفعت شان کا ادراک ہوتا ہے۔

○○○

حوالہ جات وحواشی

۱۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اَطِیْعُو االلہَ وَ اَطِیْعُو االرَّسُوْلَ۔ النساء:۵۹

۲۔ مَن یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہَ۔ النساء:۸۰

۳۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللہُ۔ آل عمران:۳۱

۴۔ البقرۃ: ۱۲۹

۵۔ شرف قادری،محمد عبدالحکیم،نورنور چہرے،مکتبہ قادریہ،طبع ۱۹۹۷ء،ص:۲۸۔۳۰

۶۔ فاروقی،اقبال احمد،تذکرہ علماء اہل سنت لاہور: مکتبہ نبویہ،۱۹۹۷ء،ص:۶۲

۷۔ عبدالستار طاہر،محسن اہل سنت،رضا دارالاشاعت،لاہور ۱۹۹۹ء،ص:۳۱۔۲۳،نورنور چہرے، ص:۳۲۔۳۳

۸۔ بحث علمی طبع تحت عنوان: "الشیخ محمد عبد الحکیم شرف القادری، جامعا بین الفقه والتصوف" للدکتور ممتاز احمد سدیدی، مجلة الاحسان، عدد:۵ ۲۰۱۵،۳م، ص:۱۵۳

۹۔ دیکھئے: عبدالستار طاہر،محسن اہل سنت،ص:۴۰۔۴۴

۱۰۔ ماہنامہ الشرف (شرف ملت نمبر) لاہور، اکتوبر ۲۰۰۷ء،ص:۳۱۸

۱۱۔ الجواهر الغالية من الاسانید العالية، شرف قادری ، محمد عبدالحکیم، مؤسسة الشرف لاهور ۲۰۰۵م، ص:۲۵

۱۲۔ اُردو انسائیکلو پیڈیا،انجم زاہد،طبع شیخ غلام علی اینڈ سنز،لاہور ۹۸۸ء،ص:۹۴۔۱۴۹۳

۱۳۔ شرف قادری،محمد عبدالحکیم،شجرہ ہائے طریقت،مکتبہ قادریہ لاہور،۲۰۰۳ء،ص:۱۱

۱۴۔ ماہنامہ الشرف (شرف ملت نمبر) لاہور، اکتوبر ۲۰۰۷ء،ص:۳۱۸

۱۵۔ شرف قادری،محمد عبدالحکیم،مقالات سیرت طیبہ،مکتبہ قادریہ لاہور،دسمبر ۲۰۰۶ء،ص:۱۲

۱۶۔ ایضاً،ص:۶۳

۱۷۔ ایضاً،ص:۶۱،۶۲

۱۸۔ ایضاً،ص: ۴۷

۱۹۔ ایضا،ص:۷۰

۲۰۔ ایضا،ص:۷۵

۲۱۔ ایضا،ص:۹۲۔بحوالہ:فخر الدین رازی،تفسیر کبیر،ج:۳،ص:۸۱،اسماعیل حقی،تفسیر روح البیان،۱۰۶/۱۰

۲۲۔ ایضا،ص:۱۳۴

۲۳۔ ایضا،ص:۱۰۱،بحوالہ:محمد فرید وجدی،دائرۃ المعارف القرن العشرین،ص:۵۴۹

۲۴۔ شرف قادری، محمد عبد الحکیم، آئینہ شرف، زیر طباعت، برقی حرف سازی کے ذریعے لکھا گیا مسودہ،ص:۸۴ پروفیسر نور بخش توکلی رحمہ اللہ تعالی کی تصنیف:''سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم'' پر تقریظ)

۲۵۔ ایضا،ص:۱۷۹(تقریظ بر کتاب: سیرت سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تصنیف: مولانا محمد ھاشم قادری ٹھٹھوی، مترجم: مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی)

۲۶۔ ایضاً،ص:۱۲۱(عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از: ملک شیر محمد اعوان پر تقریظ)

۲۷۔ البقرہ: ۸۹

۲۸۔ سبا:۲۸

۲۹۔ شرف قادری، محمد عبد الحکیم، آئینہ شرف،ص: ۸۹، ۹۰(''تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن حکیم کی روشنی میں'' از: مولانا رانا ارشد القادری پر تقریظ۔)

۳۰۔ ایضا،ص: ۱۳۳، ۱۳۴(طیب وطاہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل طہارت از: مفتی محمد اشرف قادری پر تقریظ)

۳۱۔ ایضا،ص: ۱۳۶(شان حبیب الباری صلی اللہ علیہ وسلم از: مولانا غلام مصطفیٰ مجددی پر تقریظ)

۳۲۔ ایضا،ص:۱۸۳(''ازواجِ مطہرات'' مصنف: شکیل الرحمن نظامی پر تقریظ)

۳۳۔ البقرۃ:۱۶۵

۳۴۔ شرف قادری، محمد عبد الحکیم، آئینہ شرف،ص:۱۸۵ (''پیارے رسول کا پیار'' تصنیف: لیفٹیننٹ کرنل(ر) محمد عمر خان کے نام مکتوب)

۳۵۔ البقرۃ:۱۶۵

۳۶۔ الاحزاب:۴۳

۳۷۔ الاحزاب:۵۶

۳۸۔ شرف قادری، محمد عبد الحکیم، آئینہ شرف،ص:۱۴۹، ۱۵۰(تحفۃ الصلوٰۃ الی النبی المختار، تصنیف: علامہ محمد عنایت اللہ نقشبندی مجددی پر تقریظ)

۳۹۔ حضرتِ شیخ نے یہ کلمات مؤرخہ ۲۹رشعبان المعظم ۱۴۱۵ھ ا۳رجنوری ۱۹۹۵ءکوتحریر کئے۔ایضا،ص:۱۵۲

۴۰۔ ایضاً،ص:۱۵۰،۱۵۱

۴۱۔　ایضاً، ص:۹۱ (غزوات النبی ﷺ تالیف: علامہ نور بخش توکلی قدس سرہٗ پر تقریظ)

۴۲۔　مقالات شرف قادری، مکتبہ قادریہ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص:۴۵۱ تا ص:۴۳۵ تا ص: ۴۵۰

۴۳۔　ص: ۱۳۷ (فضائل وبرکات اسمِ محمد (ﷺ) از: حکیم محمد رمضان علی قادری پر تقریظ)

۴۴۔　آئینہ شرف، ص:۱۷۰، ۱۷۱ (حقائق سفر معراج مصنف: میاں فضل احمد حبیبی پر تقریظ)

۴۵۔　ص:۱۹۶ (فتنہء یوسف کذاب، مصنف: حاجی محمد ارشد قریشی پر تقریظ)

○○○